امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین میں اسباب اختلاف

فرخ سوارخو شحالی

ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری**

ABSTRACT

Imam Abu Hanifa was a great jurist. He not only vested his talent, time and energy for the development of Fiqh but he headed a team of scholars for compilation of Fiqh and trained his disciplines for the job. Among his renowned pupils are Imam Abu Yousaf and Imam Muhammad. One of his qualities as a teacher and mentor is that he encouraged dialogue, interaction and difference of opinions. As a result we see that Imam Abu Yousaf and Imam Muhammad differ from his juristic opinions on many occasions. In this article we would try to analyze the reasons of difference between Imam Abu Hanifa and his disciples Imam Abu Yousaf and Imam Muhammad.

Keywords: اسباب، امام ابو حنیفہ، صاحبین، فقہ، اختلاف، تلامذہ، دلائل، احادیث

ائمہ فقہ کا امت محمدیہ پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت سے عبارت النص، اشارۃ النص، دلالت النص اور اقتضاء النص کی بنا پر احکام و مسائل کا استنباط کیا اور پھر نئے پیش آمدہ مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں غور و فکر کے بعد پیش کیا۔ اگر وہ یہ علمی مشقت نہ کرتے تو ہر شخص کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ قرآن و سنت سے احکام کا علم حاصل کرتا۔

ان فقہاء کی فہرست میں امام ابو حنیفہؒ کی ذات نمایاں ہے جنہوں نے فقہ کے میدان میں نہ صرف خود گراں

* پی ایچ ڈی سکالر، منہاج یونیورسٹی، لاہور

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور

قدر خدمات سرانجام دیں بلکہ اس فن کے ماہرین بھی اس امت کو دیے جن میں نمایاں نام امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہے۔ انہوں نے اس فن کو کتابی لباس پہنا کر امت کیلئے تحفہ جاوداں بنا دیا۔ پھر ان فقہائے کرام میں آراء میں مختلف مسائل میں اختلاف بھی ہوا جس نے امت مسلمہ کے لیے مزید آسانیوں کو جنم دیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن العلماء ورثة الأنبياء." (1)

"پیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔"

اس حدیث کی رو سے علمائے کرام زمین میں انبیاء علیہم السلام کے نائب اور وارث ہیں۔ اگر ہم تاریخ اسلامی کا جائزہ لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دعوت و تبلیغ دین کا جو فریضہ انبیاء کرام علیہم السلام سرانجام دیتے رہے ہیں امت محمدیہ کے علماء نے بھی حسبِ مقدور اس فریضے کو انجام دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ انہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ ہم تک دین اسلام اپنی اصل حالت میں پہنچا ہے۔ علماء اور فقہاء کے باہمی اختلافات کسی حسد یا تعصب کی وجہ سے نہیں تھے کیونکہ تمام فقہاء کرام شریعت اسلامیہ کا اصل ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو ہی قرار دیتے ہیں اور اگر کسی مسئلہ میں قرآن و سنت سے دلیل نہ ملے تو پھر قیاس اور اجتہاد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور کسی مسئلہ میں اگر ان کی رائے کتاب و سنت سے متعارض ہو جائے تو علم ہونے پر وہ اس رائے سے رجوع کر لیتے ہیں۔ اسی سلسلے میں امام ابو حنیفہؒ کا ارشاد گرامی ہے:

"إذا قلت قولاً يخالف كتاب الله تعالى وخبر الرسول ﷺ فاتركوا قولی." (2)

"اگر میں کوئی ایسی بات کروں جو کتاب و سنت کے مخالف ہو تو میرے قول کو ترک کر

دو۔"

امام ابو حنیفہ کے بارے میں بعض متاخرین کی رائے یہ بھی ہے کہ وہ حدیث کے مقابلے میں اجتہاد اور قیاس کو ترجیح دیتے تھے۔ ان کی امام صاحب کے بارے میں یہ رائے کس حد تک درست ہے اس حوالے سے امام صاحب

¹ - ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، بیروت، دارالفکر 3: 3317

² - کاسانی، علاؤالدین ابوبکر، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت دارلکتب العربی، 1982ء، 1: 64

کا اپنا قول ہے:

"إذا صح الحديث فهو مذهبي." (1)

”حدیث صحیح ہی میرا مذہب ہے۔“

اس بیان سے یہ بات نکھر کر سامنے آ جاتی ہے کہ ان کے باہمی اختلافات کا منشاء حسد، تعصب یا عناد نہیں ہے اور نہ ہی یہ اختلافِ حق و باطل ہے بلکہ مختلف فیہ مسائل کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن میں افضل و غیر افضل، راجح و غیر راجح کا اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کا ثمرہ یہ ہے کہ جب حضرات ائمہ میں سے کسی کا قول صحیح حدیث کے خلاف ہو تو اس کا کوئی سبب یا عذر ہوتا ہے جیسے:

1. اس امام کے علم میں یہ نہیں ہوتا کہ یہ حدیث حضور نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

2. یا وہ نہیں سمجھتا کہ یہ حدیث اس مسئلے سے متعلق ہے۔

3. یا وہ یہ سمجھتا ہے کہ حدیث میں بیان کردہ حکم منسوخ ہے۔

4. یا وہ اس حدیث کو ضعیف سمجھتے ہوئے قابلِ حجت نہیں سمجھتا۔

ان چاروں اعذار کے متفرق اسباب ہو سکتے ہیں مثلاً حدیث کا امام کے علم میں نہ ہونا۔ اگر کسی امام تک کوئی حدیث نہ پہنچی ہو تو ظاہر ہے اس نے اس مسئلے میں ظاہر آیت کے مطابق فیصلہ کیا ہوگا۔ یا اس نے کسی دوسری حدیث کی روشنی میں فیصلہ کیا ہوگا یا قیاس یا استصحاب حال کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا ہوگا۔ چنانچہ اس کا فیصلہ کبھی تو اس حدیث کے موافق ہوگا اور کبھی مخالف ہوگا۔ اسی طرح بعض اوقات کسی حدیث کے دو طرق ہوتے ہیں جن میں سے ایک صحیح اور دوسرا ضعیف ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ حدیث کسی امام کو ضعیف سند سے پہنچتی ہے تو اس کے لیے اس پر عمل کرنا دشوار ہوتا ہے۔ جب کہ یہی حدیث دوسرے امام تک صحیح سند کے ساتھ پہنچتی ہے تو وہ اس پر عمل کرتا ہے۔ اس طرح ائمہ کے درمیان اختلاف کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

حقیقتِ اختلاف

بعض مسائل کے متعلق امام ابوحنیفہؒ سے ایک سے زائد اقوال یا روایات مروی ہیں۔ کتب فقہ میں ایسے مسائل کی ایک طویل فہرست ہے۔ ہم بطور امثلہ پہلے ان میں سے چند ایک مسائل ذکر کریں گے، اس کے بعد ان مختلف اقوال و روایات کی وجوہات بیان کریں گے:

1. گھوڑے کے جھوٹے پانی کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کی دو روایات ہیں: حسن بن زیاد کی روایت یہ ہے کہ اس کا جھوٹا پانی ناپاک ہے جبکہ ظاہر روایت کے مطابق پاک ہے۔⁽¹⁾

2. سجدے کی جگہ پر نجاست ہونے کی صورت میں امام ابوحنیفہؒ سے دو روایات ہیں۔ امام محمدؒ ان سے نقل کرتے ہیں کہ اس صورت میں نماز جائز نہ ہوگی جب کہ امام ابو یوسفؒ کی روایت ہے کہ نماز جائز ہوگی۔⁽²⁾

3. نماز وتر کے وجوب اور عدم وجوب کے حوالے سے امام ابوحنیفہؒ سے تین روایات مروی ہیں۔ حماد بن زیدؒ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ وتر فرض ہیں، یوسف بن خالدؒ السمتی نقل کرتے ہیں کہ وتر واجب ہیں جبکہ نوح بن ابی مریم المروزی کی الجامع میں امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے کہ وتر سنت ہیں۔⁽³⁾

مذکورہ بالا تینوں مسائل میں امام ابوحنیفہؒ سے ایک سے زائد روایات مروی ہیں: روایات کے اس اختلاف کی متعدد وجوہ اور اسباب ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

1. بات سننے میں غلطی ہونا۔ مثلاً جب امام صاحب سے کسی معاملہ میں پوچھا گیا تو آپ نے نفی میں جواب دیا اور فرمایا کہ 'جائز نہیں' مگر راوی پر بات مشتبه ہوگئی۔ چنانچہ اس نے جیسا سنا ویسا نقل کر دیا۔ اور دوسرے راوی نے صحیح بات سنی اور وہی نقل کی تو مسئلہ میں دو روایتیں ہو

¹ - بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 1: 6270

² - ایضاً

³ - شامی، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی، شرح عقود رسم المفتی، ص: 15

گئیں۔

2. امام صاحب کی ایک رائے تھی جس سے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور جو راوی امام صاحب کے پاس آتا جاتا تھا اس کے علم میں وہ رجوع آیا اور اس نے آخری رائے نقل کی اور دوسرا راوی جس کا آنا جانا کم تھا امام صاحب کی آخری رائے اس کے علم میں نہ آسکی تو اس نے وہی پہلی رائے نقل کی جس کی وجہ سے مسئلہ میں دو روایتیں پیدا ہو گئیں۔

3. امام صاحب نے ایک بات قیاس کی رو سے فرمائی اور دوسری استحسان کی رو سے۔ ایک راوی نے پہلی بات سنی اور اس کو روایت کیا اور دوسرے نے دوسری بات سنی اور اس کو روایت کیا جس کی وجہ سے مختلف اقوال پیدا ہو گئے۔

4. کسی مسئلہ میں امام صاحب نے دو آراء بیان فرمائیں: ایک قضاء (فتویٰ) کی جہت سے اور دوسری احتیاط (تقویٰ) کی جہت سے اور ہر راوی اسی طرح حکم نقل کرتا ہے جس طرح اس نے سنا ہے۔ پس اقوال میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔⁽¹⁾

علامہ شامی اس کے بعد اختلاف روایات کے مزید دو اسباب ذکر کرتے ہیں:

5. کسی حکم میں مجتہد کا متردد ہونا بایں وجہ کہ اس کے نزدیک دلائل میں تعارض ہے اور کوئی وجہ ترجیح موجود نہیں ہے۔

6. ایک ہی دلیل کے مدلول و مفہوم میں مجتہد کی رائے کا مختلف ہونا کیوں کہ دلیل کبھی دو یا دو سے بھی زیادہ وجوہ کا احتمال رکھتی ہے۔ اس لیے مجتہد ہر احتمال پر ایک جواب کی بنیاد رکھتا ہے۔⁽²⁾

امام ابو حنیفہ اور صاحبین کے مابین اختلاف کی وجوہات

امام ابو یوسف اور امام محمد دونوں امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور حنفی المذہب ہیں۔ اس کے باوجود

¹۔ ایضاً

²۔ الشیبانی، محمد بن الحسن، الجامع الصغیر وشرحہ النافع الکبیر، بیروت دار النشر، عالم الکتب 1406،

کتب فقہ میں ایسے مسائل کی ایک طویل فہرست ملتی ہے جن میں امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ دونوں صاحبان امام ابوحنیفہ کے شاگرد اور مقلد ہیں، تو پھر بعض مسائل میں امام صاحب سے اختلاف کیوں کرتے ہیں؟

اس باب میں یہ بات ہمیشہ ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ ائمہ کے درمیان یہ اختلافات محض علمی تحقیق اور اخلاص پر مبنی ہیں۔ اس کا سبب باہمی حسد و بغض، تعصب و عناد، علمی برتری یا خواہش نفس کی پیروی نہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے پیش نظر للہیت کے ساتھ حق کی اتباع کرنا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی درست تعبیر اور ان کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا تھا۔ تاہم اس فقہی اور فروعی اختلاف کے چند اسباب درج ذیل ہیں:

1- عصری اور زمانی اختلاف

امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کے مابین مختلف مسائل میں پائے جانے والے اختلاف کا ایک سبب زمانے کا مختلف ہونا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا زمانہ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانے کے زیادہ قریب تھا۔ یہ تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے خیر القرون کا نام دیا ہے۔ جب کہ صاحبین کے زمانے میں حالات تبدیل ہو چکے تھے۔ اس زمانے میں فتنوں نے جنم لینا شروع کر دیا تھا۔ الغرض حالات کافی حد تک تبدیل ہو چکے تھے۔ چنانچہ صاحبین نے اپنے زمانے کے حالات کے پیش نظر بہت سے مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کے اقوال کے خلاف فتویٰ دیا۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اگر امام ابوحنیفہؒ اس دور میں ہوتے تو وہ بھی یہی فتویٰ دیتے۔ اسی لیے اکثر فقہاء کرام نے اپنی کتب میں لکھا ہے:

"هذا اختلاف عصر وزمان لا حجة وبرهان." (1)

"یہ عصری و زمانی اختلاف ہے نہ کہ کسی دلیل اور حجت کی بنا پر۔"

مثلاً اگر عید کی نماز میں امام یا مقتدی کو حدیث لاحق ہو جائے تو امام ابوحنیفہؒ کے یہاں اس

¹ - مرغینانی، علی بن ابی بکر، الہدایہ شرح البدایۃ، لاہور، مکتبہ اسلامیہ، 3: 275

شخص کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ جا کر تیمم کرے اور اپنی نماز جاری رکھے، خواہ اس نے وضو سے نماز شروع کی تھی یا تیمم سے۔ صاحبینؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے وضو کے ساتھ نماز شروع کی تھی تو اب اس کے لیے تیمم کی اجازت نہیں ہوگی۔ بلکہ یہ شخص جا کر وضو کرے اور پھر اگر اپنی نماز جاری رکھے۔ یہ اختلاف زمانے کے اعتبار سے ہے۔ علامہ جلال الدین خوارزمیؒ کہتے ہیں:

"فمن مشائخنا من قال : هذا اختلاف عصر و زمان فكان في زمن أبي حنيفة

يصلى صلاة العيد في جبانة بعيدة من الكوفة." (1)

”ہمارے مشائخ میں سے کچھ نے فرمایا: یہ اختلاف عصری اور زمانی ہے۔ وہ اس طرح کہ

امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں نماز عید کوفہ سے دور کھلے میدان میں پڑھی جاتی تھی۔“

امام ابوحنیفہؒ نے کسی مسئلہ کے متعلق اپنے زمانہ کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکم لگایا اور صاحبینؒ کے دور میں حالات تبدیل ہو گئے لہذا انہوں نے پھر اس کے مطابق حکم لگایا چنانچہ اس طرح اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔

2۔ مکمل فکری آزادی

امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ کے ہاں اپنے اساتذہ کے ساتھ عقیدت و احترام کے باوجود مکمل فکری آزادی پائی جاتی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے اساتذہ سے متعدد مسائل میں اختلاف کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے بھی اپنے تلامذہ پر یہ پابندی عائد نہیں کی تھی کہ میں جو فیصلہ کروں اس پر آنکھیں بند کر کے عمل کرو بلکہ ان کو علمی اختلاف کا مکمل اختیار تھا اور ہر مسئلہ کو باہمی مشورے سے حل کیا جاتا تھا۔ علامہ شامیؒ رسم المفتی میں علامہ حصفیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں: (2)

”امام ابوحنیفہؒ نے غایت احتیاط اور کمال تقویٰ کی وجہ سے اور یہ بات جاننے کی وجہ سے

کہ اختلاف آثار رحمت ہے، اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا تھا کہ ’اگر تمہیں کوئی دلیل مل

¹ - شیخ زادہ، عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر، بیروت، دار الکتب العلمیة 1976ء، 3:

² - شامی، شرح عقود رسم المفتی، ص: 16

جائے تو تم اس کے مطابق رائے قائم کر سکتے ہو، چنانچہ آپ کا ہر شاگرد آپ سے مروی کسی روایت کو لے لیتا اور اسے دلیل سے ترجیح دیتا تھا۔“⁽¹⁾

3۔ مجتہد مطلق کی صلاحیت

امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین کے مابین اختلاف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صاحبین کی صلاحیتیں مجتہد مطلق کے درجہ کی مانی گئی ہیں یعنی انہوں نے اصول و فروع میں کسی کی تقلید کے بغیر ادلہ اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس) سے فروعی مسائل و احکام مستنبط کیے ہیں۔ لہذا اتنی عظیم اجتہادی بصیرت والے اصحاب کسی مسئلہ پر غور و خوض نہ کریں یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبین کی صلاحیت کے متعلق فرماتے ہیں:

”یہ دونوں حضرات بجائے خود مجتہد مطلق ہیں اور امام ابوحنیفہؒ سے ان کے اختلاف کی فہرست کافی طویل ہے۔“⁽²⁾

4۔ اصول میں اختلاف

اصول فقہ کے بعض بنیادی اصول و ضوابط میں صاحبین کا امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ اختلاف ہے لہذا اصول میں اختلاف کے ساتھ اقوال کیسے متحد رہ سکتے ہیں؟ اس کی چند ایک امثلہ درج ذیل ہیں:

I. امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ جو چیز ابتداء میں فرض کو متغیر کر دے وہ آخر میں بھی اس کو متغیر کر دے گی جبکہ صاحبین کے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ مثلاً تیمم کنندہ اپنی نماز کے آخر میں بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد سلام سے پہلے پانی دیکھ لے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اصل مذکور کے پیش نظر اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور صاحبین کے نزدیک فاسد نہیں ہوگی۔⁽³⁾

¹ - خوارزمی، محمد جلال الدین، الکفایہ علی فتح القدر، کونہ: مکتبہ رشیدیہ، 1:123

² - شاہ ولی اللہ، اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ، مترجم: مولانا صدر الدین اصلاحی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، 1:44

³ - المرغینانی، شرح البدایة، 1:60

II. امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ محرم کا مناسک حج کو ان کے اوقات سے مقدم یا مؤخر کرنا موجب دم ہے، صاحبینؒ کے نزدیک موجب دم نہیں ہے۔ سو اگر محرم نے طواف زیارت کو مؤخر کر دیا یہاں تک کہ ایام نحر گزر گئے تو امام صاحبؒ کے نزدیک دم واجب ہوگا، صاحبینؒ کے نزدیک دم واجب نہیں۔⁽¹⁾

III. امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان نجاست غلیظہ اور خفیہ کے ثبوت کے لیے اصول میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نجاست غلیظہ ایسی نص سے ثابت ہوتی ہے جس کے مقابلے میں کوئی نص، طہارت کو ثابت کرنے والی نہ ہو اور نجاست خفیہ دو باہم متعارض نصوص سے ثابت ہوتی ہے۔ جب کہ صاحبین ایسی نجاست کو نجاست غلیظہ کہتے ہیں جس کے نجس ہونے پر اجماع واقع ہو۔ اور جس کے نجس ہونے میں اختلاف ہو اسے نجاست خفیہ کہتے ہیں۔ چنانچہ اس اصولی اختلاف کی بنیاد پر بہت سے مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔⁽²⁾

5۔ امام ابوحنیفہؒ کا اپنے سابقہ قول سے رجوع کرنا

بعض مسائل ایسے ہیں جن میں امام ابوحنیفہؒ سے پہلے ایک قول منسوب کیا گیا لیکن بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا یا اس کے علاوہ کسی دوسرے قول کو ترجیح دی اور صاحبینؒ نے آپ کے دوسرے قول کو دلیل کی بنیاد پر ترجیح دی۔ چنانچہ اس طرح صورت اختلاف پیدا ہوگئی۔

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: فتاویٰ ولو الجحیم کی کتاب الجنایات میں ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا:

"ما قلت قولاً خالفت فیہ ابا حنیفۃ إلا قولاً قد کان قالہ." ⁽³⁾

"میں نے امام ابوحنیفہؒ کی رائے کے خلاف جو بھی قول کیا ہے وہ خود ان کا سابقہ قول ہے۔"

¹ - الکاسانی، بدائع الصنائع، 2: 132

² - ایضاً، 1: 80

³ - شامی، شرح عقود رسم المفتی، ص: 16

اور امام زفرؒ سے مروی ہے :

”میں نے جس مسئلہ میں بھی امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا اور علیحدہ رائے قائم کی ہے وہ خود ان کا قول ہے جس سے انہوں نے رجوع کر لیا۔“⁽¹⁾

6- صاحبین کا امام ابوحنیفہؒ کے اقوال کو قرآن و سنت پر پیش کرنا

اختلاف کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ صاحبینؒ امام ابوحنیفہؒ کے اقوال کو قرآن و سنت اور اقوال صحابہ پر پیش کرتے اگر انہیں قرآن و سنت یا اقوال صحابہ سے اپنے مذہب کی تائید حاصل ہو جاتی تو وہ مذہب حنفی پر برقرار رہتے اور اگر انہیں اپنے مذہب کے موافق کوئی دلیل نہ ملتی تو ایسی صورت میں وہ اپنی رائے بدل لیتے، چنانچہ اس طرح اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔

شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:

”امام محمدؒ نے پہلے امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، پھر مدینہ جا کر امام مالکؒ سے موٹا پڑھی۔ اس کے بعد غور و فکر شروع کیا اور اپنے شیوخ کے مذہب کے ایک ایک مسئلے کو موٹا سے مقابلہ کر کے دیکھا، اگر اس کے مطابق نظر آیا تو درست، ورنہ صحابہ اور تابعین کے مختلف اقوال و مذاہب کی تحقیق کی۔ اگر کسی کے ہاں اپنے مذہب کے موافق قول مل گیا تو اس صورت میں وہ مذہب حنفی پر قائم رہے لیکن اگر کوئی مسئلہ ایسا نکلا جس کی بنیاد کسی کمزور قیاس یا بے جان دلیل پر تھی اور اکثر علماء کے عمل سے یا حدیث صحیح سے مخالفت ہو رہی تھی جس پر فقہاء نے عمل کیا ہو، تو ایسی صورت میں انہوں نے اپنی رائے بدل دی۔“⁽²⁾

7- صاحبین کا ابراہیم نخعی کے مذہب پر کسی مسئلہ کی تخریج تسلیم نہ کرنا

بعض مسائل میں امام ابوحنیفہؒ نے ابراہیم نخعی کے مذہب پر کسی مسئلہ کی تخریج کی لیکن امام

¹۔ ایضاً

²۔ اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ، ص: 43

ابویوسفؒ اور امام محمدؒ نے اس تخریج کو تسلیم نہیں کیا تو اس طرح صورت اختلاف پیدا ہو گئی۔⁽¹⁾

8- اختلاف بوجہ استحسان و قیاس

امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کے مابین بعض مسائل میں استحسان اور قیاس کی بنیاد پر اختلاف پایا جاتا ہے یعنی امام ابوحنیفہؒ کا قول مبنی بر استحسان ہے اور صاحبینؒ کا قول مبنی بر قیاس، تو اس طرح دو مختلف اقوال ہونے کی وجہ سے اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔ مثلاً امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کھڑے ہو کر نوافل شروع کرنے کے بعد بلا عذر بیٹھ جانا جائز ہے، صاحبین کے نزدیک جائز نہیں۔ امام ابو الحسن المرغینانی لکھتے ہیں:

"وان افتتحها قائماً ثم قعد من غیر عذر جاز عند ابی حنیفۃؒ وهذا استحسان
وعندہما لایجزیہ ویبو القیاس." ⁽²⁾

"اگر کسی نے کھڑے ہو کر نفل نماز شروع کی پھر وہ بغیر کسی عذر کے بیٹھ گیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک استحسان کی رو سے جائز ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں اور قیاس کا بھی یہی تقاضا ہے۔"

9- اختلاف بوجہ تخفیف و عموم بلوی

بعض مسائل میں صاحبینؒ نے آسانی اور عموم بلوی کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی قول اختیار کیا ہے مثلاً ایسا لباس جس پر گوبر لگا ہو اس میں نماز پڑھنے کے متعلق اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر گوبر کی مقدار ایک درہم ہو تو اس لباس میں نماز جائز نہیں، صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ صاحبینؒ کے نزدیک گوبر نجاست خفیفہ ہے اور دوسرے صاحبینؒ نے عموم بلوی کو مد نظر رکھا ہے کیونکہ بھیڑ بکریاں اور دیگر مویشی پالنے والے لوگوں کا اس سے بچنا مشکل ہے۔ اس طرح صورت اختلاف پیدا ہو گئی۔

¹ - ایضاً

² - الہدایہ شرح الہدایۃ، 2: 29

10- صحت حدیث کا معیار مختلف ہونا

اختلاف کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ایک حدیث جس سے امام ابو حنیفہؒ نے کسی مسئلہ کا استنباط کیا ہے، ان کے نزدیک صحیح ہے لیکن صاحبین اس کو صحیح نہیں مانتے بلکہ ان کے نزدیک وہ صحیح سے کم درجے کی ہے۔ چنانچہ صحت حدیث کے اختلاف کی وجہ سے مسائل میں بھی اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔

مثلاً امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مسح علی الجوزین مستحب ہے واجب نہیں ہے جب کہ صاحبینؒ کے نزدیک واجب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحبینؒ نے جس حدیث مبارک سے استدلال کیا ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وہ خبر واحد ہے اور خبر واحد سے واجب ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے دلیل قطعی کا ہونا ضروری ہے۔

نتائج بحث

اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ:

- امام ابو حنیفہؒ فقہ کے بہت بڑے امام تھے جنہوں نے نہ صرف فقہی اصول وضع کیے بلکہ انہوں نے ایسے تلامذہ بھی تیار کیے جنہوں نے فقہ کو احسن انداز میں مرتب کیا۔
- امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ ان سے مختلف فقہی مسائل میں مختلف اسباب کی بنا پر اختلاف کرتے تھے جس سے فقہ حنفی میں توسع پیدا ہو اور بعد میں آنے والوں کے لیے سہولت پیدا ہوئی۔
- امام صاحب سے ان کے تلامذہ کے اختلاف سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان کے ہاں تقلید محض نہیں تھی بلکہ سوچ اور فکر کی آزادی تھی جس کی وجہ سے تلامذہ اپنے استاد سے اختلاف کرتے تھے۔
- فقہی مسائل میں اختلاف کے متعدد اسباب ہوتے ہیں جن میں زمانے کا مختلف ہونا، احادیث پر حکم لگانے میں اختلاف ہونا یا احادیث کا نہ پہنچنا وغیرہ شامل ہیں۔
- جس طرح امام صاحب کے تلامذہ نے اپنے استاد کی آراء سے مختلف اسباب کی بنا پر اختلاف کیا، آج بھی فقہاء اور مجتہدین اپنے ائمہ کرام کی آراء سے اختلاف کر سکتے ہیں۔
- نئے پیش آمدہ مسائل کے حل میں فقہی بصیرت سے کام لینا چاہیے اور اجتہاد کو کبھی بھی بند نہیں کرنا چاہیے۔